سبع طوال اور مئین میں سورتوں کے تناسق موضوعی کا ایک جائزہ

تفسیر معارف القرآن کاندھلوی کی روشنی

The Thematic Connection between Surahs in the Seven Tiwal and Miyin An Analysis in the Light of Tafisr Ma'arif-ul-Quran Kandhalvi

Bilal Khan
M.Phil Scholar in Islamic Studies, University of Malakand
Email: bilalahmad123866@gmail.com
Dr Riaz Ahmed Siddiqui
Incharge, Department of Qura'an o sunnah,
Metropolitan University Karachi
Email: rasiddiqui47@gmail.com
Noushad Ahmad
M.Phil Scholar in Islamic Studies, University of Malakand
Email: noushadctl663@gmail.com

Abstract
This article explores the thematic connections between surahs in the Quranic, with a specific focus on the Tiwal and Miyin sections (Surah Al-Fatiha to Surah Fatir). The Quran's revelatory order and its compiled mushaf order have sparked scholarly interest in understanding the intentional arrangement of surahs. Muslim scholars widely acknowledge the mushaf order as tawqifi, implying divine guidance. Therefore, this study seeks to uncover the underlying thematic relationships between adjacent surahs.
Utilising Muhammad Idris Kandhalvi's insightful commentary in Ma'arif al-Quran, this research elucidates the deliberate arrangement of selected surahs within the Tiwal and Miyin sections. By examining Kandhalvi's exposition, this article aims to contribute to a deeper understanding of the Quran's structural coherence and the interconnectedness of its thematic content.
Keywords: Thematic connection, SevenTiwal, Miyin, Tafisr Ma'arif-ul-Quran, Muhammad Idrees Kandhalvi

تفسیر معارف القرآن:

معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب کی مطالب قرآنیہ کی تشریح، ربطِ آیات و سور کا بیان، ملحدین کے اعتراضات اور ان کے جوابات پر مشتمل ایک علمی تفسیر ہے۔ مولانا صاحب نے یہ تالیف سورۃ

صافات کے اختتام تک پہنچا کر وفات پا گئے پھر اس کی تکمیل مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان ہی کے اسلوب پر کی۔[1]

محمد ادریس کاندھلوی:

آپ شہر بھوپال میں مولانا ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ ۲۰ اگست ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوئے۔ اگر چہ آپ کی جائے پیدائش بھوپال ہے لیکن آپ کا وطن مالوف کاندھلہ ہے جو ہندوستان کے صوبہ یوپی ہی کا ایک قصبہ ہے۔ آپ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد مظاہر العلوم سے سند فراغ حاصل کی۔ پھر دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث کیا۔[2] مفتی محمد کفایت اللہ کے قائم کردہ مدرسہ امینیہ دہلی سے آپ نے تدریس شروع کی مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے تقریبا 19 سال دارلعلوم دیوبند میں تدریس کی۔ 1949ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے پاکستان میں آپ جامعہ عباسیہ بہاولپور ار و جامعہ اشرفیہ لاہور سے وابستہ رہے۔ ۲۸ جولائی ۱۹۷۴ء، رجب ۱۳۹۴ھ کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

تناسق موضوعی

وہ معنی جو دو سورتوں کے موضوعات کو جوڑتا ہے اور اس کی موجودہ ترتیب کی وجہ بتاتا ہے تاکہ ان دونوں میں مناسبت سامنے آجائے۔[3]

سبع طوال اور مئین:

قرآن مجید کی سورتوں کی چار قسمیں ہیں ان میں سے پہلے دو سبع طوال اور مئون ہیں:

سبع طوال۔ یہ پہلی سات لمبی سورتیں ہیں۔ انفال اور براءۃ تک جو دونوں ایک ساتھ ایک سورت قرار دی گئی ہیں۔

مئین: ان سات کے بعد کی سورتیں جو سو آیات یا اس سے زیادہ پر مشتمل ہیں۔ یہ سورۃ یونس سے فاطر تک ہیں۔[4]

تفسیر معارف القرآن کی روشنی میں سور کی ترتیب میں موضوعاتی تناسق

سورۃ بقرہ کا سورۃ فاتحہ کے ساتھ ربط: سورۃ فاتحہ میں جس رحمت، ربوبیت، ھدایت اور صراط مستقیم کا ذکر تھا تو سورۃ بقرۃ میں بھی رحمت، ربوبیت، ھدایت اور صراط مستقیم کا ذکر تفصیل کے ساتھ ہے گویہ کے سورۃ فاتحہ اجمال ہے اور سورۃ بقرہ اس کی تفصیل ہے[5]

سورۃ آل عمران کا سورۃ بقرہ کے ساتھ ربط: اس سورت کا سورۃ بقرہ کے ساتھ متعدد موضوع کا ربط ہے:

سورۃ بقرہ کی ابتداء کتاب الہی کے ذکر سے ہوا اور کس نے اس کتاب سے ھدایت حاصل کیا اور کس نے اس سے اعراض کیا تو یہاں بھی اس سورت کا آغاز کتاب الہی کے ذکر سے ہوا۔ سورۃ بقرہ میں منافقین کا ذکر تھا اور اس

سورت میں ملحدین اور زندیقین کا ذکر ہے۔ سورۃ بقرہ میں مباحثہ یہود سے تھا اور اس سورت میں مباحثہ نصاریٰ سے ہے۔ سورۃ بقرہ میں حضرت آدمؑ کے پیدائش کا ذکر تھا اس سورت میں حضرت عیسیٰؑ کے پیدائش کا ذکر ہے وقال تعالیٰ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ۔ سورۃ بقرہ کا اختتام کفار کے مقابلے میں فتح و نصرت سے ہوا اور اس سورت کا اختتام حسن ثواب اور جزا اعمال اوور ایفاء عہد کے درخواست پر ہوا۔ سورۃ بقرہ کی ابتداء متقین اور مفلیحین کا ذکر ہوا اور اس سورت کا خاتمہ متقین اور مفلیحین کے ذکر پر ہوا ہے[6]۔

سورۃ نساء کا سورۃ ال عمران کے ساتھ ربط

سورۃ ال عمران کا خاتمہ صبر اور تقویٰ کے حکم پر ہوا اور اس سورت کا آغاز بھی صبر اور تقویٰ پر ہوا۔[7]

سورۃ المائدہ کا سورۃ نساء کے ساتھ ربط

سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ نے مختلف عقود اور عہود کو بیان کیا مثلاً عقد نکاح عقد مہر عقد حلف اور عقد امان عقد امانت اور عقد وریعت کو ذکر فرمایا اور سورت کے اخیر میں یہود کی بد عہدیوں کو بیان کیا اور اس سورت کو احکام وفاء عقود اور عہد شکنی سے شروع فرمایا وفاء عہد کا حکم اور عہد شکنی سے منع فرمایا۔ سورۃ نساء کا اکثر حصہ یہود و نصاریٰ کے مباحثہ پر مشتمل ہے گویا سورۃ مائدہ سورۃ نساء کا تتمہ ہے۔ سورۃ نساء کا آغاز خطاب عام یعنی يَا أَيُّهَا النَّاسُ سے تھا اور اس سورت کا آغاز خطاب خاص سے ہے یعنی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُو سے ہوا[8]۔

سورۃ الانعام کا سورۃ مائدہ کے ساتھ ربط

اس سورت میں توحید کے اصول اور قواعد ذکر یے چونکہ گزشتہ سورت کا اختتام الوہیت مسیحؑ کو باطل کرنا اور نصوریٰ کے ملامتی پر ہوا اس سورت کا آغاز اثبات توحید پر ہوا اور درمیان میں اثبات رسالت اور حشر و نشر جنت اور جہنم کے دلائل بیان ہوئے اور اس کے ساتھ انبیاء اکرام کے قصے ذکر کیئے مثلاً ابراھیمؑ کا قیصہ اور اخر سورت میں شرک اور رسوم جاہلیت کا رد کیا اس سورت میں جانوروں کا ذکر بھی ہوا۔ سورۃ مائدہ کا زیادہ حصہ اہل کتاب کے مباحثہ میں تھا اور اس سورت کا زیادہ حصہ مشرکین اور ملحدین کے مباحثہ میں ہے۔ سورۃ مائدہ میں منکر توحید و رسالت اور قیامت کا ذکر تھا اور اس سورت میں زیادہ توحید عدل اور رسالت اور قیامت کے دلائل کا بیان ہے[9]

سورۃ الاعراف کا سورۃ الانعام کے ساتھ ربط

سورۃ الانعام کے اخر میں نزول قرآن اور اس کے اتباع کا ذکر تھا کما قال تعالیٰ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ - اور اس سورت کے شروع میں نزول قرآن اور اس کے اتباع کا حکم ہے کما قال تعالیٰ كِتَابٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُن فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنذِرَ بِهِ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ- سورۃ الانعام میں زیادہ مضامین توحید کے تھے اور اس سورت میں

زیادہ مضامین بعثت و رسالت کے ہے ابتداء میں حضرت آدمؑ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا پھر اس کے بعد حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ کے واقعات بیان کئے اور اس کی قومیں کیسے تباہ ہوئے تاکہ لوگوں معلوم ہو جائے کہ انبیاء اکرام کی تکذیب کا کیا انجام ہوتا ہے اور اس کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور اخر میں رسول اللہ ﷺ کے نبوت و رسالت اور اپکی عمومی بعثت کو بیان کیا اور اس کے ساتھ عہد الست کا ذکر کیا اور پھر سورت کو اتباع وحی پر ختم کیا جس سے سورت کا آغاز ہوا تھا چنانچہ فرمایاقُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِن رَّبِّي اور اس کے ساتھ یہ بتایا کہ قرآن کا اتباع یہ ہے کے اس کو کان لگا کر پوری توجہ کے ساتھ سن لیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔[10]

سورۃ الانفال کا سورۃ الاعراف کے ساتھ ربط

سورۃ الاعراف میں انبیاء اکرام کا اپنے قوموں اور امتوں کے غلبے اور کامیابی کا ذکر تھا اور اس سورت میں غذوہ بدر کا بیان ہے جس میں اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو غیبی فتح و نصرت عطاء کیا ظاہری سازوسامان کے لحاظ سے صحابہ اکرامؓ بلکل بے سروسامان تھے اللہ تعالی نے ان بے سروسامان صحابہؓ سے سرداران قریش کے غرور اور تکبر کو خاک میں ملا دیا اور کامرانی اور کامیابی تقویٰ اور توکل کے برکت تھی اس لے اس سورت کو تقویٰ خوف اور توکل کے ساتھ شروع کیا تاکہ معلوم ہو جائے کے دنیا اور آخرت کی کامیابی تقویٰ توکل اور اطاعت خدا اور اس کے رسول ﷺ پر ہے[11]

سورۃ توبہ کا سورۃ الانفال کے ساتھ ربط

سورۃ الانفال میں اکثر ذکر غزوہ بدر اور کچھ غزوہ بنی قریظ کا تھا اور آخر سورت میں کافروں سے عہد اور صلح کا ذکر تھا اور کافروں کے مقابلے میں قتال کیلئے سامان جنگ کی تیاری کا حکم تھا اور اس کے ساتھ کافروں سے جہاد اور قتال کا ذکر کیا اور اگر جہاد نہ ہو تو دشمنان اسلام سے براءت اور بیزاری واجب ہے بلکہ لازم ہے اس لیے اس سورت میں چند واقعات اور چند اعلانات کا ذکر ہے آغاز سورت میں نقض عہد کرنیوالوں سے براءت اور بیزاری کا اعلان ہے اور قبائل عرب کے معاہدین اور ناقضین عہد کے متعلق کچھ احکام کا ذکر ہے اور ان سے جہاد و قتال کی ترغیب ہے اور پھر فتح مکہ اور غزوہ تبوک کے واقعات کا ذکر ہے اور اس غزوہ میں شرکت نہ کرنے والوں پر ملامتی ہے۔ دونوں سورتوں میں جہاد اور قتال کا ذکر ہے۔ سورۃ الانفال میں مؤمنین کے باہمی اخوت کا ذکر تھا اور اس سورت میں دشمنان اسلام سے بیزاری کا اعلان ذکر ہے۔ دونوں سورتوں مین مضامین ملتے جلتے ہیں گویا کہ سورۃ توبہ سورۃ الانفال کا خاتمہ ہے[12]

سورۃ یونس کا سورۃ توبہ کے ساتھ ربط

سورۃ توبہ میں مشرکین سے براءت اور منافقین کی ذلت کا بیان تھا اور یہ دونوں گروہ حضرت محمدؐ کے نبوت و رسالت کے منکر تھے۔ اب اس سورت میں زیادہ توحید ورسالت کا اور قیامت کا اثبات فرمایا اور اس ضمن میں منکرین کے جو شبہات تھے خدا کے وحدانیت کے متعلق رسول اللہؐ کے رسالت کے متعلق اور قیامت کے متعلق ان سب کا ازالہ کیا اور اس کا رد کیا۔ سورۃ توبہ کے آخر میں یہ ذکر تھا کہ منافقین قرآن کریم کے سورتوں کا استہزا کرتے تھے اور رسول اللہؐ کے نبوت پر تعجب کرتے تھے اور بعض یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو سوائے ابو طالب کے بھتیجے کے سوا کوئی اور شخص نہ ملا۔ اس سورت کا ابتداء قرآن حکیم کے ذکر سے کیا گیا جس کا منافقین استہزا کرتے تھے اور اس کے بعد أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ سے مشرکین مکہ کے تعجب کا جواب دیا گیا۔ سورۃ توبہ میں منکرین کا ذکر تھا جو اللہ کے وحدانیت اور رسول اللہؐ کے رسالت اور قیامت کے منکر تھے اور اس سورت کے آخر میں لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور ربوبیت اور قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا اور سورت کے ابتداء میں رسالت اور نبوت کا ذکر ہے اور اس سورت میں یہ فرمایا إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الخ اس میں عرش اور فرش کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کے قدرت ظاہرہ اور باطنہ کا بیان ہے اور یہ مضامین اخیر سورت تک چلے گئے۔ سورۃ توبہ میں منافقین کے احوال و اقوال کا بیان تھا اور اس سورت میں مشرکین کے احوال و اقوال کا بیان ہے۔[13]

سورۃ ہود کا سورۃ یونس کے ساتھ ربط

سورۃ یونس میں توحید اور رسالت کا اور قیامت کا بیان تھا اور یہاں فرمایا یہ قرآن منزل من اللہ ہے اور اس کے نازل کرنے کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عبادت کرو اور پھر رسول اللہؐ مرسل من اللہ ہونا بیان کیا کہ آپؐ آپ کو بشارت اور نذارت دے اور اس کے ساتھ توبہ اور استغفار کا حکم دیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں تاکہ آخرت اور قیامت کو یاد دلایا جائے کہ اس دن بندوں کو اس کے اعمال کا سزا اور جزا ملے گا تاکہ پہلے سے تیاری کرلیں کیونکہ جزا اور سزا کے لیے علم کامل اور قدرت کاملہ کا ہونا ضروری ہے تاکہ حاکم کو مجرم کے جرم کا علم ہو اور سزا دینے پر اس کو قدرت حاصل ہو اس لیے إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سے اپنی قدرت کاملہ کا بیان کیا اور اس کے بعد يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ میں اپنے علم محیط کو بیان کیا اور اس کے بعد وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا میں اپنی صفت ترزیق کو بیان کیا۔[14]

سورۃ یوسف کا سورۃ ہود کے ساتھ ربط

سورۃ ہود میں اثبات نبوت اور حضورؐ کو تسلی کے طور پر سابقین کے قصے ذکر کئے اسی طرح سورۃ یوسف میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا۔[15]

سورۃ رعد کا سورۃ یوسف کے ساتھ ربط

سورۃ یوسف کے شروع میں قرآن کریم کی حقانیت کا بیان تھا اور اخر سورت میں وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ میں اجمالی طور پر دلائل الوہیت و وحدانیت اور عجائب قدرت کی طرف اشارہ تھا اس لئے اس سورت میں کے آغاز میں بھی قرآن کی حقانیت کو بیان کیا اور اس کے بعد اللہ تعالی کے عجائب قدرت کا بیان کیا تفصیل کے ساتھ اور پر منکر نبوت پر شبہات کا جواب دیا غرض یہ کہ اس سورت میں انہی تین مضامین کا ذکر ہے اوور ان کا باہمی ربط ظاہر ہے۔سورۃ یوسف کے اخر میں قرآن کریم کا یہ صفت فرمایا:مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ-اس لئے اس سورت کا آغاز قرآن کریم کی حقانیت سے فرمایا اور یہ کتاب اللہ تعالی کی طرف سے نازل کی گی ہے اور حق اور درست ہے لوگوں اکتاب پر بے شک وشبہ ایمان لانا چاہئے لیکن اثر لوگ اس پر ایمان نہیں کرتے اور اللہ تعالی کی وحدانیت کے منکر ہے اس لیے اثبات توحید والوحیت کے لیے آسمانوں اور زمینوں اور حالات آفتاب ومہتاب کو ذکر کیا اس لیے کہ منکرین اور مشرکین پر حجت قائم ہو اور سب دلائل کا مطلب یہ ہے کہ زمین سے لیکر آسمان تک تمام کائنات اس کی الوہیت کے دلائل ہے۔[16]

سورۃ ابراھیم کا سورۃ رعد کے ساتھ ربط

سورۃ رعد میں توحید رسالت اور قیامت کا ذکر تھا اور شروع میں نزول قرآن کا ذکر تھا اور اس سورت کے شروع میں نزول قرآن کے حکمت کو بیان کیا تاکہ لوگ اس قرآن کے زریعے ظلمت سے نکل کر نور کی طرف اجائے۔سورۃ رعد میں قرآن کریم کی عظمت بیان کیا تو اس سورت میں بھی یہ بتایا کہ قرآن کریم کے نازل کرنے اور نبی کریمؐ کے بعثت کا مقصد یہ ہے کہ آپؐ کتاب اللہ کے زریعے سے لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے اور جو لوگ دنیا کی ذندگی کو آخرت کے اپر ترجیح دیتے ہے ان کو آخرت کا راستہ بتلائیں۔

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور ظلمت کفر اور شرک ہے۔[17]

سورۃ حجر کا سورۃ ابراھیم کے ساتھ ربط

سورۃ ابراھیم کی طرح اس سورت کا آغاز بھی قرآن کی حقانیت سے فرمایا جو آپؐ کی نبوت ورسالت کی دلیل ہے اور اس کے ساتھ یہ فرمایا لہ جن باتوں کا رسول اللہؐ تلاوت کرتے ہیں یہ ایک عظیم الشان اور کامل کتاب کی ایاتیں ہے اور

اس کتاب کے مقابلے دوسری کوئی کتاب نہیں اور اس قرآن کی اپیتں روشن ہے جس کے اصول اور احکام صاف اور روشن ہے۔[18]

سورۃ النحل کا سورۃ حجر کے ساتھ ربط

سورۃ حجر میں قرآن کی حقانیت کا ذکر تھا اور اس سورت میں اللہ تعالی نے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے جو در حقیقت دلائل توحید ہے ہر نعمت اس کی وحدانیت کی دلیل اور برہان ہے جن سے مقصد ابطال شرک ہے اکثر اس میں توحید اور ابطال شرک کے مضامین ہے اور کچھ مضامین ایسے بھی ہے جن میں منکرین نبوت کے شبہات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

جیسا کہ وَإِذَا قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ میں کافروں کے پہلے شبہ کا جواب دیا گیا۔ اور هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ میں مشرکین کے دوسرے شبہ کا جواب ہے۔ اور وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ میں منکرین نبوت کے تیسرے شبہ کا جواب ہے۔ اور وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۚ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ میں منکرین نبوت کے چوتھے شبہ کا جواب ہے اور اخر سورت تک توحید کے دلائل عقلیہ کا بیان ہے اور نبوت ورسالت اور حقانیت قرآن کا بیان ہے اور قیامت اور حشر و نشر کے منکرین پر وعید کا بیان ہے اور اخری رکوع میں رسالت محمدیؐ کی تقویت کے لیے رسالت ابراھیمی کا ذکر فرمایا چونکے کفار اور مشرکین حضورؐ کی ایذاء رسانی پر تلے ہوئے تھے اس لئے اس سورت کو صبر اور تقوی پر ختم کیا۔[19]

سورۃ بنی اسرائیل کا سورۃ النحل کے ساتھ ربط

سورۃ نحل میں زیادہ دلائل توحید کا بیان تھا اور اس میں زیادہ تر دلائل نبوت اور احکام شریعت کا بیان ہے۔ سورۃ نحل کے اخیر میں اہل بیت کی تعدی اور زیادتی کا ذکر تھا اور اس سورت کے آغاز میں بنی اسرائیل کے فساد فتنہ اور پھر ان کی تباہی اور بربادی کا ذکر ہے تاکہ اہل مکہ سن کر ہوشیار ہو جائے اور اپنا انجام سوچ لیں اہل مکہ بھی نبی کریمؐ کو اور اس کے صحابہ اکرامؓ کو مکہ سے نکالنے کی فکر میں لگے ہوئے تھے جس طرح فرعون نے موسیٰؑ اور ان کے دوستوں کو مصر سے نکالنے کا قصد کیا اور پھر فرعون اور اس کی قوم تباہ اور غرق ہوا اور بنی اسرائیل ان کے مکانات اور محلات کے وارث بنے تو اس طرح اللہ تعالی مسمانوں کو سرزمین عرب کا مالک بنائے گا۔[20]

سورۃ کہف کا سورۃ بنی اسرائیل کے ساتھ ربط

سورۃ الاسراء کا آغاز تسبیح سے ہوا اور اختتام تحمید پر ہوا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا اور اس سورت کا آغاز بھی تحمید سے ہوا اور یہ سورۃ الاسراء کے خاتمہ کا عین ہے۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ کی تفسیر میں گزر چکا ہے کہ کفار نے رسول اللہؐ کے زمانے میں تین سوال کئے تھے ایک روح کے متعلق دوسرا اصحاب کہف اور تیسرا ذوالقرنین کے متعلق تھا تو پہلے سوال کا جواب سورۃ الاسراء میں گزر چکا ہے اور اس سورت میں دو قصہ بیان ہے ایک اصحاب کہف کا اور دوسرا ذوالقرنین کا۔ کیونکہ اس سوال سے کفار کا رسول اللہؐ کے نبوت میں قدح کرنا تھا اس لیے اس سورت کے شروع میں نزول قرآن کا ذکر فرمایا اور یہ نزول قرآن آپؐ کے نبوت کی عظیم دلیل ہے اور اس کے بعد اصحاؔب کہف کا قصہ منکرین نبوت کے شبہ کے جواب میں ذکر فرمایا اور اصحاؔب کہف کے قصہ کے بعد موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ بندے کو جو علم دیا گیا ہے وہ قلیل ہے چاہئے وہ پیغمبر کیوں نہ ہو خواہ وہ کتنا اولوالعزم ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ اس کو سارے علوم کا پتہ ہو اس لیے اس سورت میں یہ فرمایا وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا یہ اس لی دلیل ہے۔ اور اس کے بعد تیسرے سوال کا جواب ہے جو زوالقرنین کے متعلق تھا اور اس کے بعد قیامت اور عالم اخرت کا ذکر فرمایا اور مضمون توحید اور رسالت پر سورت کو ختم کیا۔ سورۃ الاسراء میں مقام نبوت کی عزت و رفعت اور معجزات نبوت اور ایات بینات کا بیان تھا اور اس سورت میں مقام ولایت اور اولیاء اللہ کی کرامتوں کا گوشہ نشینی اور فقیری کا بیان ہے۔ سورۃ الاسراء میں رسول اللہؐ کی نبوت و رسالت اور سیر سمٰوات اور علو اور رفعت کا بیان تھا اور اس سورت میں غار اور پہاڑ کی خلوت اور عزلت کا بیان ہے جو شان ولایت ہے اور پھر اس کرامت کا بیان ہے جو اصحاب کہف کو عطاء ہوا تھا اور پھر اس سورت کو ذوالقرنین کے قصہ پر ختم فرمایا جو سلطنت اور ولایت اور فقیری اور امیری دونوں کا جامع تھا۔[21]

سورۃ مریم کا سورۃ کہف کے ساتھ ربط

سورۃ کہف میں عجیب عجیب واقعات کا ذکر تھا اس سورت میں بھی عجیب عجیب واقعات کا ذکر ہے۔ اس سورت میں پہلے حضرت ذکریاؑ کی دعا اور حضرت یحییٰؑ کی ولادت قصہ ذکر فرمایا اس کے بعد دیگر انبیاء اکرام کے واقعات ذکر کیے ہیں جن سے توحید اور رسالت اور مبداء اور معاد کا اثبات مقصود ہے اور یہ بتلایا ہے کہ دیکھ لو کہ خدا پرستوں پر دنیا میں کیسی کیسی نعمتیں اور رحمتیں نازل ہوئیں اور کس طرح حق تعالی نے اپنے مخلص اور وفادار بندوں کی دستگری فرمائی اور اخرت کی نعمتیں اس سے بھی زیادہ ہے تو اس کے نقش قدم پر چلو۔[22]

سورۃ طٰہٰ کا سورۃ مریم کے ساتھ ربط

سورہ مریم کے اخر میں قرآن کے تنزول کا ذکر تھا۔ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ یعنی ہم نے قرآن آپؐ کی زبان عربی میں اس لیے نازل کیا کہ آپؐ کو متقین کی تبشیر اور معاندین کا اندازہ اسان ہو جائے اب اس سورت میں شروع ہی سے نزول قرآن کی حکمت بیان کی اور اس قرآن کے نازل کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت ہو جائے اس کتاب کی وجہ سے زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے کی معرفت حاصل ہو اور لوگ یہ سمجھے کے عبادت کے لائق صرف اللہ ہے۔ جس کی قدرت اور علم تمام کائنات تک محیط ہے۔ سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد انبیاء اکرام کے واقعات اور قصے ذکر کئے کچھ تفصیل کے ساتھ اور کچھ اجمال و اختصار کے ساتھ اور باقی انبیاء اکرام کی قصوں کی طرف اجمالا اشارہ کیا۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ اب اس سورت میں حضرت موسیٰؑ کا قصی تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور اخر سورت میں حضرت آدمؑ کے قصے کی تفصیل کی جو سورۃ مریم میں صرف اس کا قدرے نام ذکر تھا۔[23]

سورۃ الانبیاء کا سورۃ طٰہٰ کے ساتھ ربط

سورۃ طہ میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت آدمؑ کا قصی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا اور جن انبیاء کا وہاں ذکر نہیں ان انبیاء اکرام کا اس سورت میں ذکر ہے جیسے حضرت نوحؑ حضرت لوطؑ حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ اور ذوالکفل اور ذوالنون علیہم الصلوۃ السلام کے۔ اور اس سورت میں حضرت موسیٰؑ حضرت ہارونؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے قصے کی طرف اجمالا اشارہ ہے اور حضرت ابراھیمؑ کا قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا جو قوم اور اس کے باپ آزر کے ساتھ متعلق ہے۔ اس سوورت میں سترہ پیغمبروں کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے قوموں کو کس طرح دعوت تبلیغ دیا اور کافرون نے کس طرح ان کو ایذائیں دی اور انہوں نے کس طرح ان ایذاؤں پر صبر کیا اور اخر میں اللہ تعالیٰ نے انکو کامیابی عطا کی اور ان کے دشمنوں کو کس طرح عبرت ناک عذاب دیا۔ اس سورت میں دلائل توحید و رسالت اور دلائل قیامت کا ذکر ہے جو دین اسلام کے بنیادی اصول ہیں اور انہی مضامین کے اثبات اور تحقیق کے لیے بعض انبیاء سابقین کے واقعات کا ذکر کیا۔[24]

سورۃ الحج کا سورۃ الانبیاء کے ساتھ ربط

سورۃ الانبیاء کا آغاز بھی قیامت کے حساب و کتاب سے ہوا تھا اور اس سورت کا آغاز بھی قیامت کے ہولناک ذلزلہ سے فرمایا اور سب سے پہلے تقویٰ کا حکم دیا۔ اس لیے کہ تقویٰ بہترین توشہ اخرت ہے کما قال تعالیٰ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ نیز تقوی تمام انبیاء اکرام کی متفق وصیت ہے کما قال تعالیٰ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن

قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ کیونکہ تقوی اور خوف خدا سب سے بڑا چیز ہے اس لیے اس سورت کا آغاز قیامت کے احوال سے فرمایا اور سب سے پہلے اپنے اپ سے ڈرانے کا حکم دیا۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ اور اس کے بعد ہولناک زلزلہ کے بارے بتایا کہ اس سے حفاظت کے لیے تیاری کرو اور جان لو کے سخت وقت میں انسان کو تقوی ہی کام دیتا ہے۔[25]

سورۃ مؤمنون کا سورۃ الحج کے ساتھ ربط

- سورۃ الحج کے اخر میں اعمال خیر کے کرنے کا حکم تھاوَافْعَلُوا الْخَيْرَ جس پر فلاح کا وعدہ فرمایا تھالَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ اب اس سورت میں یہ بتایا کہ فلاح کا دارومدار ایمان پر ہے اور ایمان کے شعبوں پر ہے اور جن میں یہ سات صفات ہونگے
- اول صفت۔ خشوع
- دوسری صفت۔ اعراض عن اللغو
- تیسری صفت۔ اداء ذکوۃ
- چوتھی صفت۔ عفت وعصمت
- پانچویں صفت۔ اداء امانت
- چھٹی صفت۔ ایفاء عہد
- ساتویں صفت۔ نماز کی پابندی[26]

سورۃ النور کا سورۃ مؤمنون کے ساتھ ربط

سورۃ مؤمنون کے شروع میں اوصاف ایمان بیان کیا گیا ہے اس میں ایک صفت بیان ہوا ہےوَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ جو لوگ اپنی شہوت کی جگوں کی حفاظت کرے پاکدامنی اختیار کرے اور ایمان کا عظیم صفت ہے اور اس کے ساتھ فرمایافَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ اور اس میں اس کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرے تو اس سورت میں اول سے احکام کا بیان ہے جو زنا اور عفت اور پاکدامنی اور پاک نظری اور معاشرے سے متعلق ہے۔ تاکہ بندہ حد سے نہ نکل جائے اور اخرت کے نعمتوں سے محروم نہ ہو جائے اور جنت کے وارث بن جائے۔ اس سورت میں حد سے نکل جانے والوں کے لئے سزا بیان ہے اور جب بندہ عفت کے حد سے نکل جاتا ہے تو اس کے دل سے نور نکل جاتا ہے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے تو اس سے ایمان کا نور نکل جاتا

ہے۔اس لئے اس سورت میں عفت پاکدامنی اور نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کا بیان ہے کہ اس کی وجہ سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور یہی نور ایمانی قیامت کے دن پل صراط پر بندے کی رہنمائی کرے گا۔ ان احکام عفت اور عصمت کے بعد فرمایااللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اس سے نور ہدایت کو بیان کیا اور یہ اللہ کے ذکر اور اس کے عبادت سے ملتاہے اور اس کے بعد فرمایاوَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ اس سے کفر کی تاریکیوں کو بیان کیا اس لیے کہ نور کی ضد ظلمت ہے۔ اہل ایمان کے اعمال نورانی ہے اور کافروں کے اعمال ظلمانی ہے۔ اور اس کے بعد أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اس میں اللہ تعالی کی توحید کے دلائل بیان کیے اور اس کے ساتھ رسول اللہؐ کی اطاعت کا حکم دیا۔ کما قال تعالیوَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ان میں اول ایمان اور اطاعت اخروی کامیابی کو بیان کیا۔ اور اس کے بعد وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ میں ایمان اور اعمال صالح کے دنیاوی ثمرات کو بیان کیا کی ہم صالحین مؤمنین کو اپنے نبیؐ کے جانشین کریں گے اور زمین میں خلافت دئں گے۔ اوور اس کے بعد چند آداب معاشرت اور آداب مجالس کی تعلیم دی جس میں رسول اللہؐ کے احترام کا خاص تاکید کیا۔ اور پھر توحید اور آخرت کی یاد دہانی پر سورت کو ختم کیا ۔اس سورت میں عفت اور پاکدامنی کے جو احکام بیان ہوئے ان میں وہ حصہ جس کا تعلق حضرت عائشہؓ قصہ افک سے ہے وہ ایک خاص شان وامتیاز رکھتاہے۔ اس قصہ کی وہی شان ہے جو حضرت مریمؑ کی قصہ کی ہے جس کی تفصیل سورۃ مریمؑ میں گزرا ہے جس طرح مریمؑ کے عفت اور عصمت پر ایمان لانا فرض ہے اس طرح حضرت عائشہؓ کے عفت اور عصمت پر ایمان لانا فرض ہے۔ اس میں شک کرنا کفر ہے اور دونوں کی عفت اور عصمت نص قرآن سے ثابت ہے اور نص قرآن سے انکار کرنا کفر ہے۔ سورۃ مؤمنون میں معاشرہ کا دستور العمل بتایا کہ زنا سے بچو اور عورتوں کو بے حجابی سے بچاؤ اور کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے نہ جاؤں معلوم نہیں کے کوئی اپنے گھر میں کس حال میں ہے یہ چیزیں معاشرے کے تمدن کو خراب کرتا ہے۔ کیونکہ اس تمام رزائل میں خبیث ترین گندہ فعل زنا ہے اس لیے اس سورت کے احکام کی ابتداء زنا کے حکم سے کیا کیونکہ زنا سے انسان کا نسل درہم برہم ہو جاتا ہے اور قرابتوں کا فرق ملتبس ہو جاتا ہے جس پر نکاح اور میراث کا دارومدار ہے۔ دین اور دنیا کی فلاح بغیر عفت اور پاکدامنی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔[27]

سورۃ الفرقان کا سورۃ النور کے ساتھ ربط

سورۃ نور میں نور کا کر تھامَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ اور اس سورت میں ظل کا ذکر ہےأَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ اور نور ظل سے مقدم ہے اس لیے اس سورت کو سورۃ نور سے مؤخر لایا گیا۔ اس سورت میں مشرکین کے

ایک شبہ کے جواب کی طرف اشارہ ہے کو کہتے تھے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً کہ یہ قرآن دفعتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا بلکہ تھوڑا تھوڑا نازل کیا گیا اس کا جواب ہے۔ یہ سورت توحید اور رسالت پر مشتمل ہے لیکن اس کا ذیادہ حصہ منکرین نبوت کے اعتراضات اور اس کے جوابات پر مشتمل ہے اول توحید کا مضمون ذکر کیا اس کے بعد منکرین رسالت کے ایک ایک اعتراض کو نقل کیا اور پھر اس کا جواب دیتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ اخرت سے ڈراتے ہیں تاکہ اس کی عقل ٹھکانے اجائے اور اس کے ساتھ چند انبیاء اکرام کے واقعات مختصر طور پر نقل کیے تاکہ منکرین نبوت ان سے عبرت پکڑے۔ کہ منکرین نبوت کا کیا انجام ہوا اور انکار نبوت سے باز اجائیں اور ایمان لے ائیں اور اخر میں اہل ایمان اور اہل اطاعت کی صفات اور خصال خیر کا ذکر فرمایا تاکہ یہ مشرکین ان کو دیکھ کہ اپنے برے اعمال سے تائب ہوجائے اور سعادت اور شقاوت کا فرق ان کی نظروں کے سامنے اجائیں۔[28]

سورۃ الشعراء کا سورۃ الفرقان کے ساتھ ربط

سورۃ فرقان کا آغاز حقانیت قرآن سے ہوا اور اختتام مکذبین کی وعید پر اس لیے اس سورت کا آغاز حقانیت قرآن اور مکذبین کی وعید اور تہدید سے ہوا۔ سورۃ فرقان میں مشرکین اور منکرین نبوت کے اعتراضات نقل کرکے ان کے جوابات دیئے گئے۔ مشرکین کے اعتراضات کیونکہ جاہلانہ تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ کو ان کے رویہ سے بہت رنج اور صدمہ ہوتا تھا اور آپؐ کی تمنا اور ارزو یہ تھی کی یہ لوگ راہ راست اجائے اس لیے اس سورت کے شروع میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی۔ اور اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو آپ کو یہ غم اور صدمہ ہلاک نہ کریں۔ اور اس کے بعد تسلی کے طور پر چند اولوالعزم انبیاء اور انکی مشرکین امتوں کا تذکرہ کیا کہ ان کے قوموں نے بھی یہ جاہلانہ اور معاندانہ باتیں کی تھی یہ نئی باتیں نہیں اور پہلے پیغمبروں کے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے۔ اور اس سورت کے شروع میں حقانیت قرآن بیان کیا جو کہ آپؐ کے نبوت ورسالت کی روشن دلیل ہے۔ اور پھر آپؐ کے تسلی کے لیے اور منکرین نبوت کت تہدید کے لیے سات (7) پیغمبروں کے قصے ذکر فرمائے اور اخر سورت میں بھی قرآن کی حقانیت کا ذکر کیا کہ یہ کتاب اللہ ہے اور یہ بواسط جبرائیلؑ آپؐ کے قلب مبارک پر نازل ہوا۔ اس کتاب کی حقانیت اہل کتاب خوب جانتے تھے لیکن اس کو نہیں مانتے تھے۔ اور پھر قرآن کے عربی زبان میں نازل ہونی کی وجہ بتائی اور ساتھ یہ بتایا کی یہ قرآن نہ شعر ہے اور نہ ہی سحر اور نہ کہانت ہے بلکہ یہ کلام اللہ ہے جس کو اللہ تعالی نے نازل کیا اور ایک روشن کتاب ہے۔ جس سے حق اور باطل کا فرق واضح ہوتا ہے۔ اور کتاب مخلوق اور اصلاح مخلوق واعمال صالح کے لیے نازل ہوا ہے۔ اور شعر اور سحر کا ہدایت اور اخلاق کے ساتھ کیا تعلق۔[29]

سورۃ النمل کا سورۃ الشعراء کے ساتھ ربط

سورۃ النمل میں آغاز حقانیت قرآن اور اثبات وحی و رسالت سے ہوا تھا اور بعض سابقین انبیاء کے قصے ذکر ہوئے تھے ۔اثبات رسالت کے بعد توحید اور دلائل توحید کا مضمون بیان ہوا جو قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سے شروع ہوا تھا اور رسالت اور اثبات توحید کے بعد معاد اور اشراط ساعت یعنی علامت قیامت اور سزا اور آخرت کے متعلق بیان فرمایا جو قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ سے شروع ہو کر ختم سورت تک چلا گیا۔اس سورت کے شروع میں رسول اللہؐ کی نبوت و رسالت کو بیان کیا اور پھر اسکی تاکید کے لیے پانچ قصے بیان کئے۔

- قصہ موسیٰ علیہ السلام با فرعون
- قصہ داؤد علیہ السلام کا اور ایک چیونٹی کا جو حقیر جانور ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کی معرفت حاصل تھی۔
- قصہ سلیمان علیہ السلام اور بلقیس کا
- قصہ صالح علیہ السلام
- قصہ لوط علیہ السلام[30]

سورۃ قصص کا سورۃ النمل کے ساتھ ربط

سورۃ نمل کا افتتاح حقانیت قرآن سے ہوا کما قال تعالیٰ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ اور پھر اس کا اختتام تلاوت قرآن کے حکم پر ہوا وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ اس لیے اس سورت کا آغاز حقانیت قرآن کے بیان سے ہوا یعنی طسم تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۔سورۃ نمل میں انبیاء اکرام کے قصوں کے بعد دلائل توحید کا ذکر فرمایا اور پھر اثبات معاد اور تزکرہ اخرت پر سورت کو ختم کیا تو اس سورت میں حضرت موسیٰؑ کا قصہ تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔سورۃ نمل میں بلقیس اور ملکہ سبا کا ذکر تھا اور اس سورت میں فرعون کا قصہ تفصیل کے ساتھ ذکر ہے اور اشارہ اس طرف ہے کہ ملکہ سبا عورت تھی اور اس ملک مصر سے بہت زیادہ وسع تھا لیکن وہ حضرت سلیمانؑ کے معجزات دیکھ کر ایمان لے آئی اور فرعون مرد تھا۔اور صوبہ کا حکمران تھا باوجود اس کے موسیٰؑ کے معجزات دیکھ کر بھی فرعون ایمان نہیں لایا معلوم ہوا کہ ہدایت اور ضلالت اللہ کی طرف سے ہے يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ۔ فرعون حکومت کے نشہ میں تھا اور قارون دولت کے نشہ میں تھا اس لیے اس سورت میں فرعون کا قصہ اخر میں قارون کا قصہ ذکر کیا تا کہ لوگ اس سے عبرت پکڑ لیں۔[31]

سورۃ العنکبوت کا سورۃ قصص کے ساتھ ربط

سورۃ قصص کے خاتمہ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ میں فتح مکہ کی طرف اشارہ تھا اور یہ بتایا کی فلاح اور کامیابی اسانی سے نہیں ملتی بلکہ اس کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے اور تکلیفے اٹھانی پڑتی ہے۔ جو اللہ تعالی کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے اور ان آزمائشوں پر صبر کرنا اور استقلال سے کام لینا چاہیے۔ بغیر اس سے ایمان کامل نہیں ہوتا محض زبان سے ایمان کا دعویٰ کافی نہیں ۔ مصائب میں مبتلا ہونا ایمان کا امتحان ہوتا ہے کہ کون دعوئے ایمان میں سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ اس لیے اس سورت میں اہل ایمان کو تسلی ہے کہ کافروں کی ایذاؤں سے نہ گھبرائیں اخر فرعون نے بھی بنی اسرائیل کو کتنے ایذائیں پہنچائیں تھی لیکن اخر میں باطل اور ظالم لوگ ہلاک ہوئے اس طرح مکہ کے کافروں اور ظالموں کا حال ہوگا۔ سورۃ قصص میں فرعون کے فتنہ اور فساد کا ذکر تھا اور اس سورت میں قریش کی طرف سے فتنہ اور آزمائشوں کا ذکر ہے جس سے مقصود اہل ایمان کو تسلی ہے کہ ان ایذاؤں سے نہ گھبرئیں۔ سورۃ قصص میں فرعون اور قارون کا قصہ بتلایا اور کہا کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے آزمائش تھی۔ اور آگے چل کر فتح مکہ ہوگا اور اس کے بعد قیصر اور کسریٰ کے خذانے تم کو مال غنیمت میں ملیں گے اور اس تخت و تاج تم کو ملیں گے اور جس کے سامنے فرعون کی حکومت اور قارون کی دولت کچھ نہ تھی۔ اور وقت آپ کے اذمائش کا ہوگا اس وقت یہ سمجھنا کہ یہ سب فتنہ ہے اور اس وقت تکبر نہ کرنا بلکہ شکر ادا کرنا اس سے مذید نعمتیں ملیں گے اس لیے اس سورت کا تمام مضمون امتحان اور آزمائش کا ہے اور اس سے اس کا آغاز بھی ہوا ہے۔[32]

سورۃ الروم کا سورۃ العنکبوت کے ساتھ ربط

سورۃ عنکبوت کے اخر میں آپؐ کی نبوت کے دلیل کا ذکر تھا اب اس سورت کے شروع میں آپؐ کی نبوت کی ایک اور دلیل کا ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ آپؐ نے غلبہ روم کی پیشن گوئی دی تھی اور وہ اس طرح ظاہر ہوا جس طرح آپؐ نے خبر دی تھی۔ سورۃ عنکبوت کے اخر میں حیوۃ دنیاوی کا لہو لعب ہونا بیان ہوا تھا اور اس سورت کے شروع میں بتایا کہ اللہ تعالی جس کو چاہئے اس کو مغلوب کر کے غلبہ دیتا ہے۔ اور دنیا کی غلبہ حقانیت کی دلیل نہیں جب کے عزت اور ذلت سب اللہ تعالی کے اختیار میں ہے تو یہ نادان کیوں جلدی عذاب طلب کرتے ہیں اور مسلمانوں کی وقتی فقیری اور درویشی کو دیکھ کر کیوں حقیر سمجھتے ہو اور عنقریب ہے کہ یہ مسلمان درویشان اسلام قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو مسجد نبویؐ کے کچے صحن میں بیٹھ کر تقسیم کریں گے اور یہ متکبرین دیکھ لیں گے۔ سورۃ عنکبوت میں ہجرت کی ترغیب اور ہجرت کے مصائب پر صبر کی تلقین کا بیان تھا اور اس سورت میں اسکی دلیل بیان کرتے ہیں کہ تغیرات عالم اور سلطنتوں کے انقلابات سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔[33]

سورۃ لقمان کا سورۃ روم کے ساتھ ربط

سورۃ روم کے اخر میں قرآن کی حقانیت اور اس کی اعجاز کی طرف اشارہ تھا کما قال تعالیٰ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ اور آس سورت کا آغاز بھی قرآن کی حقانیت سے کیا اور فرمایا کہ یہ کتاب ہدایت کی کتاب ہے حکمت اور رحمت کی کتاب ہے اس پر ایمان لانا باعث سعادت ہے اور جو اس کتاب کو چھوڑ کر لہوالحدیث کی طرف مائل ہوئے ہے اور گانے بجانے ناول قصے اور کہانیاں سنتے ہے وہ بدبخت لوگ ہے اور اس کا حال نیان کیا اور اس کے ساتھ عقلا اور سعدا کا حال بیان کیا جو اخرت پر یقین رکھتے ہے۔ اللہ تعالی نے اس سورت میں لقمان حکیم کی حکیمانہ اور عاقلانہ نصائح کا ذکر کیا جو توحید کی دعوت اور شرک کی مذمت پر اور مکارم اخلاق کی ترغیب اور اخلاق ذمیمہ اور افعال قبیحہ کی ترہیب پر مشتمل ہے ۔جن سے مقصود یہ ہے کہ توحید اور کارم اخلاق علماء اور عقلاء کے نذدیک مستحسن ہے اور یہ تمام امور فطری ہے جو عقل سلیم اس کو قبول کرتی ہے۔ اور شرک قبیح ہے اور خلاف فطرت ہے۔ سورۃ روم میں فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ فرمایا تھا جس میں دین پر قائم رہنے کا حکم تھا اور اس سورت میں لقمان حکیم یہی دین توحید کی اپنے بیٹے کو وصیت کی۔ سورۃ روم میں مبداء اور سعادت کا ذکر تھا اور اس سورت میں مبداء و معاد اور دلائل قدرت کا ذکر ہے۔ سورۃ روم میں ان لوگوں کی مذمت تھی جو اللہ تعالی کے وعدہ پر بھروسہ نہیں کرتی بلکہ اسباب ظاہری پر بھروسہ کرتے تھے اب اس سورت میں ان لوگوں کا مدح ہے جو اخرت پر اور اللہ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہے۔ سورۃ روم میں قیامت کا ذکر تھا اور اس سورت میں یہ بتایا کہ قیامت کا علم سوائے اللہ تعالی کے کسی کو نہیں معلوم۔[34]

سورۃ سجدہ کا سورۃ لقمان کے ساتھ ربط

سورۃ لقمان میں آغاز قرآن کی حقانیت سے کیا اور اس کے بعد دلائل توحید اور دلائل حشر و نشر کا ذکر کیا تو اس سورت کا آغاز بھی قرآن کی حقانیت سے کیا اور اس کے بعد دلائل توحید اور حشر و نشر کا ذکر کیا۔ سورۃ لقمان میں آسمان اور زمین کی پیدائش کا ذکر تھا اور اس سورت میں تدبیر رعالم اور انتظام خلائق کا ذکر ہے۔[35]

سورۃ الاحزاب کا سورۃ سجدہ کے ساتھ ربط

سورۃ سجدہ میں کافروں کی ایذاؤں پر صبر کا حکم تھا اور سب سے فتح کا وعدہ تھا اور کافروں نے بطور طعن کہا تھا مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ کہ وہ فتح کب ہو گا اللہ تعالی نے اجمالی جواب پہلے دیا تھا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں غزوہ احزاب کا ذکر فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی فتح اور نصرت کا ظہور ہے جو ظاہر اسباب کے علاوہ تھا۔ اور ابتداء سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو چند ہدایتں اور نصیحتیں فرمائی جس پر فتح و نصرت کا دارمدار تھا کہ تقویٰ اور صبر اور توکل پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے اور خاص اللہ کی طرف متوجہ ہو اور آغاز سورت میں

یہ حکم دیا کہ وحی الہی کا اتباع کرے اور کافروں اور منافقین کے مشوروں اور ان کے کہنے پر نہ چلیں اور ان کے کہنے پر چلنا خطرناک ہے۔ سورۃ سجدہ میں آغاز و اختتام آپؐ کی نبوت ورسالت اور محبوبیت اور منصوریت کو بیان کیا اسی طرح اس سورت کے آغاز اور ختتام میں آپؐ کی نبوت ورسالت اور آپؐ کی محبوبیت اور منصوریت کو بیان کیا۔ اول تا اخر اس بات کو واضح کیا کہ رسول اللہؐ کو ایذا پہنچانا حرام ہے کما قال تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا اور اپنی جان سے زیادہ نبی کا احترام فرض ہے النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ اس لیے اس سورت میں کافروں اور منافقوں کے ایذاؤں اور انکی طعن آمیز باتوں کا جواب ہے اور رسول اللہؐ کو تسلی ہے کہ اپ انکی دھمکیوں سے نہ گھبرائیں اور اسلام کی دعوت میں کچھ کمی نہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ سورۃ سجدہ کے اخر میں کفار کو عذاب کی دھمکی دی گی تھی وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ اس سورت میں اسی عذاب کا ذکر ہے یعنی غزوہ احزاب میں کفار کی شکست کا بیان ہے جو عذاب ادنیٰ کا ایک ادنیٰ مصداق ہے۔[36]

سورۃ سبا کا سورۃ الاحزاب کے ساتھ ربط

سورۃ احزاب میں امانت کا ذکر ہوا تھا تو اب اس سورت میں یہ بتلایا کہ دنیا کی لذت اور خواہشات ہی امانت میں خیانت کا سبب بنتی ہیں جیسا کہ قوم سبا کو اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کے نعمتیں دی تھی لیکن وہ دنیا کے عیش وعشرت میں اسے مست ہوئے کہ اللہ کی امانت کو خیانت میں بدل کر بھیٹے جس کا انجام تباہی اور بربادی تھا۔ سورۃ احزاب کے اخر میں امانت کے بیان کے بعد خیانت کرنے والوں کو عذاب کی دھمکی تھی۔ لِّيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ اس لیے اس سورت کے شروع میں اس عذاب کا ایک نمونہ بیان کیا کہ قوم سبا نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ضائع کیا اور اس کا شکر ادا نہیں کیا تو وہ برباد ہوئے اور سوائے حسرت کے ان کے ہاتھوں میں کچھ نہیں ایا ااا س لیے اس سورت میں شکر وحمد کا تزکرہ کیا تاکہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے پر شکر ادا کریں اور دنیا کو اخرت کا توشہ بنائے اور اخرت کی فکر کریں اس کے ساتھ حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کا قصہ بھی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو کتنی بڑی اور بے مثال نعمتیں دی تھی نبوت اور رسالت کے علاوہ سلطنت اور بادشاہت کا انعام عطاء کیا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ مستغرق تھے۔ یہ دونوں باپ بیٹے عبودیت کے نشے میں مست تھے۔ دنیا داؤدؑ اور سلیمانؑ کے قدموں پر تھی اور ان دونوں کے سر خدا کے عبادت میں تھا۔ اس سورت کے شروع سے لے کر اخر تک تین مضمون بیان کئے گئے توحید اور رسالت اور قیامت اور یہی تین مضمون امانت الہی کے جزا اعظم ہے اور جو لوگ دنیا کے عیش وعشرت کے لذتوں میں لگے ہوئے تھے تو اس سورت میں ان تین مضامین کے علاوہ ان لوگوں کا ذکر بھی ہے جو قیامت کے منکر تھے جو کہتے تھے لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ان کے جواب میں

فرمایاقُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ اس لیے اس سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کا تزکرہ کیا اور اس کے ساتھ توحید کے دلائل ذکر کیے اور اس کے ساتھ دلائل قیامت بھی ذکر کیا۔ سورۃ احزاب میں کفار کا بطور تمسخر کا سوال ذکر کیا کہ قیامت کب ہوگی اور اس سورت میں فرمایا کہ کفار صراحۃ قیامت کے منکر ہے سورۃ احزاب میں کفار کے سوال کا ذکر تھا اور اس سورت میں ان کے انکار کا ذکر ہے۔[37]

سورۃ فاطر کا سورۃ سبا کے ساتھ ربط

سورۃ سبا میں مشرکین کا بیان تھا کہ مشرکین فرشتوں کی عبادت کرتے تھے کما قال تعالیٰ ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ اس لیے اس سورت میں فرشتوں کا ذکر ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اللہ کی حکم کے تابع ہے اور اللہ کی عبادت میں دن رات لگے رہتے ہیں یہ کیسے اپنے عبادت کا حکم دے سکتے ہیں۔ سورۃ سبا میں زیادہ دنیاوی زندگی اور اس کی نعمتوں کا بیان تھا اور اس سورت میں زیادہ اخروی زندگی کا بیان ہے اور اس کے ساتھ اہل سعادت کے انعامات اور اہل شقاوت کی ذلتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا کہ سعادت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور شقاوت سے بڑھ کر کوئی ذلت نہیں۔ یہ سورت ان پانچ سورت کی اخری سورت ہے جو الحمد سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس میں اخروی انجام یعنی سعادت اور شقاوت کا زیادہ بیان ہے لہذا عاقل اور دانا لوگوں کا کام ہے کہ انجام کے فکر کرے اور اللہ کے وعدے کو پورا کرے اور سلطنت کے دھوجہ میں نہ آئے اور اخرت کی عزت اللہ اور اس کے رسولؐ کے اطاعت میں ہے اخرت کی فکر اور تیاری کرنا ہی سعادت ہے اور اخرت سے انکار کرنا ہی شقاوت اور غفلت ہے۔[38]

حواشی

[1] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، مکتبہ الحسن، سن اشاعت 1430ھ: ج:1، ص:4-8

[2] کاندھلوی، معارف القرآن، ج:1، ص:3

[3] محمد بن عمر بن سالم بازمول، التناسق الموضوعیہ فی السورۃ القرآنیۃ، ص:11

[4] أبو خالد سعید عبد الجلیل یوسف صخر المصري، فقہ قراءۃ القرآن، مکتبۃ القدسی، القاھرۃ، 1418ھ-1997م: (ص:14)

[5] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:1، ص:36-38 بقرہ:28

[6] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:1، ص:550-551 آل عمران:59

[7] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:2، ص125

[8] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:2، ص:424

[9] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:2، ص:624-625

[10] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:3، ص:68-69 الانعام:155

[11] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:3، ص:292-293

[12] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:3، ص:374

[13] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:3، ص:546-547،
توبہ:129، یونس:2-3

[14] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:3، ص:642

[15] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:4، ص:91-92

[16] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:4، ص:184-185 یوسف:111، 105

[17] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:4، ص:234 رعد:38

[18] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:4، ص:275-276

[19] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:4، ص:322 النحل:43، 35، 33، 24

[20] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:4، ص:429

[21] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:4، ص:560-561 الاسراء:111، 85

[22] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:5، ص:39

[23] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:5، ص:99؛ مریم:58، 97

[24] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:5، ص:178

[25] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:5، ص:277بقرہ:197

[26] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:5، ص:347-351

[27] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:5، ص:389-390مؤمنون:5،7

[28] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:5، ص:480نور:35

[29] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:5، ص:528

[30] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:5، ص:584 نمل:59،65

[31] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:6، ص:19-20 نمل:1،92،93

[32] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:6، ص:82 قصص:85

[33] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:6، ص:129

[34] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:6، ص:169-170روم:30،58

[35] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:6، ص:198-199

[36] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:6، ص:216-217سجدہ:21،28،30، احزاب:6،57

[37] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:6، ص:344-346احزاب:73

[38] کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن، ج:6، ص:283-384